مصابیح کے معنی کیا ”روشن ستارے“ ہیں؟
نہیں!
مصابیح کے معنی Comet ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی سورۃ فصلت کی ۱۲ اور الملک کی آیت ۵ میں ایک جیسے الفاظ میں یہ اطلاع (information) دی ہے۔

زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنۡيَا بِمَصَٰبِيحَ

”ہم نے آسمان دنیا کو مصابیح (Comets) سے مزین کیا ہے“

قرآنِ مجید میں آسمان دنیا میں موجود اجرام فلکی کے متعلق دی گئی اس اطلاع کا قدیم زمانے سے جدید دور تک ترجمہ و مفہوم کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے:

[ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی۔ تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔ قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔ سعودی عرب]

[”اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی“۔ ”بیشک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا“۔ یہاں ستاروں کے دو مقصد بیان کئے گئے ہیں ایک آسمانوں کی زینت کیونکہ وہ چراغوں کی طرح جلتے نظر آتے ہیں دوسرے شیطان اگر آسمانوں کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں تو شرارہ بن کر ان پر گرتے ہیں۔ تیسرا مقصد ان کا یہ ہے جسے دوسرے مقامات پر بیان فرمایا گیا کہ ان سے بر و بحر میں راستوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ (النحل ۱۶)]

[ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن]

[”اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں (یعنی روشن ستاروں) سے آراستہ کیا“]

[جناب غلام احمد پرویز صاحب۔ مفہوم القرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور] ”اور جو فضا تمہیں سب سے قریب نظر آتی ہے اس میں اس قسم کے اجرام بکھیر دیے جو تمہیں جگمگاتے چراغوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں“

Computer CD "The Alim" by ISL Software Coporation, U.S.A

Yusuf Ali: And We have (from of old) adorned the lowest heaven **with Lamps**

Pickthall: And verily We have beatified the world's heaven **with lamps**

F. Malik: He adorned the lowest heaven with brilliant lamps **[lit: "lamps" i.e. stars]**

”مصابیح“ کے متعلق قدیم مفسرین کا خیال یہ تھا: تفسیر القرطبی اور ابن کثیر نے کہا تھا ”وهي الكواكب المنيرة المشرقة“ اور تفسیر الجلالین نے مَصَٰبِيحَ کو النجوم یعنی ستارے قرار دیا تھا۔

قرآنِ مجید کے قدیم اور جدید تراجم اور تفاسیر کی چند جھلکیوں میں ہم نے دیکھا کہ ''مصابیح'' کو بھی کواکب اور نجوم قرار دیا گیا جن کے متعلق تفسیر کی گئی کہ ان ستاروں سے سمتوں کا تعین کرنے کیلئے انسان رہنمائی پاتا ہے۔ اور اس طرح آسمان دنیا کے اجرام فلکی کواکب اور مصابیح اور ان سے اوپر کے آسمانوں کے نجوم تینوں کو ایک ہی شئے یعنی ستارے تصور کرلیا گیا جو حقیقت نہیں۔ حقیقت کیا ہے؟

زبان۔ لسان۔ بولی۔ **language** ایک ذریعہ اور رابطہ ہے جس سے معلومات اور علم کو ایک ذہن سے دوسرے ذہن میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ منتقلی کا یہ عمل اس صورت میں کامیاب اور بہترین کہلاسکتا ہے اگر سننے اور پڑھنے والا شخص ان سے وہی معنی اور مفہوم اپنے ذہن میں اخذ کرے جو کہنے والے کے ذہن میں ہیں اور پڑھنے والے کے ذہن میں بالکل وہی تصور ابھرے جو کہنے والے کے ذہن وقلب میں ہے۔ تصور کی منتقلی کے اس عمل کی کامیابی کا دارومدار زبان کی وسعت، گہرائی، سادگی، جامعیت اور اس کے واضح، متعین اور بین ہونے پر ہے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل کئے گئے قرآنِ مجید کے متعلق ارشاد فرمایا:

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾

''واضح عربی زبان میں'' (الشعراء۔۱۹۵)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ عرب اور عجم کے تمام انسانوں کیلئے اللہ رب العزت کے رسول ہیں۔ اور قرآنِ مجید عربی میں ہے اور یوں لسان کے حوالے سے دنیا عربی اور عجمی میں منقسم ہے۔ عرب کے بالمقابل تمام دنیا عجم ہے۔ عربی اور عجم کی زبانوں میں بنیادی فرق کیا ہے؟ عربی زبان کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کے ہر لفظ میں ''فصل'' کرنے کی صلاحیت پنہاں ہے۔ ''فصل'' کے معنی اور مفہوم جدا جدا، الگ الگ، واضح کردینا، ایک کو دوسرے سے متمیز کرنا ہیں۔ ''فصل دو چیزوں کے درمیان روک کو کہتے ہیں جو یہ بتادے کہ یہاں تک پہلی چیز ختم ہوگئی اور دوسری چیز شروع ہوگئی'' (لطائف اللغة)۔ ''دو چیزوں میں سے ایک کو دوسری چیز سے اس طرح الگ کردینا کہ ان کے درمیان فاصلہ ہوجائے اور اس طرح ایک دوسرے سے الگ اور متمیز ہوجائے'' (تاج اور راغب)۔ عربی زبان اور اہل عرب کو اپنے ذخیرہ الفاظ پر بجا طور پر فخر اور ناز ہے۔ اس فصیح البیانی کی بناء پر دوسروں کو عجمی یعنی گونگے کہا کرتے تھے۔ سچائی اور حقیقت بھی یہی ہے۔ قرآنِ مجید کی زبان عربی مبین ہے اور لفظ مبین کا مادہ ''ب ی ن'' ہے اور اس کے معنی ''الگ الگ کرنا یا ہونا، کسی چیز کا کھل کر سامنے آجانا، واضح ہوجانا، آشکارا ہوجانا، نمایاں ہوجانا، عیاں کردینا، منکشف کردینا ہیں''۔ آپ اتفاق کریں گے کہ عربی مبین کے معنی اور مفہوم ہی سے یہ بات واضح ہے کہ نجوم، کواکب اور مصابیح تینوں کا اردو میں ترجمہ اور مفہوم ستارے کرنا صحیح تصور نہیں کیا جاسکتا۔
اور آئیں اب عربی زبان کی لغت میں مصابیح کے معنی دیکھیں:

مَصَٰبِيحَ کا مادہ ’’ص ب ح‘‘ ہے۔ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ دراصل یہ سرخ رنگ کو کہتے ہیں اور صبح کو صبح اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سرخی مائل ہوتی ہے۔الصُبحُ فجر یا دن کا ابتدائی حصہ۔ابن فارس نے لکھا ہے کہ صَبَاح دن کی روشنی کو کہتے ہیں۔ مُصْبِح وہ جو صبح کے وقت میں داخل ہو۔ اَصبَحَ کے معنی چمکدار بالوں والا ہیں۔

زمانہ قدیم میں جب شہروں کی روشنیوں اور کثافتوں نے فضا کو آلودہ نہیں کیا تھا اس وقت انسان فقط آنکھوں سے آسمان پر سیاروں کے علاوہ اچانک نمودار ہونے اور دوسروں سے الگ رویئے کا اظہار کرنے والی روشن چیزوں کو دیکھتا تھا۔اس وقت کے لوگوں نے ان دکھائی دینے والے اجسام (objects) کی ظاہری شکل وشباہت کی مناسبت سے نام **Comet** رکھا تھا جس کے لغوی معنی ہیں ’’بالوں والا‘‘۔اور اب آئیں کامٹ **(Comet)** کے معنی انسائکلو پیڈیا برٹینکا میں دیکھیں:

Comet: The word comes from the Greek 'komets', **meaning "hairy one"** a <u>**description** that **fits the bright comets noticed by the ancients**</u>.

(Encylopaedia Britannica 2003)

ہم نے عربی زبان کی لغت میں مصابیح کے معنی اور مفہوم اور قبل مسیح کے لوگوں کے تجویز کردہ نام میں مکمل مماثلت کو دیکھ لیا ہے۔ لیکن یونانیوں کے تجویز کردہ نام کی نسبت عربی زبان کا لفظ مصابیح کہیں زیادہ بلیغ اور فصیح انداز میں اس شئے **(object)** کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔پچھلے ڈھائی ہزار سال میں انسان نے تقریباً دو ہزار ’’مصابیح‘‘ **(comets)** کا ریکارڈ مرتب کیا ہے۔ارسطو سمیت زمانہ قبل کے لوگوں کا خیال تھا کہ مَصَٰبِيحَ comets کا تعلق آسمان سے نہیں بلکہ انہیں ایسی شئے سمجھا جاتا تھا جو زمین سے اوپر فضا میں پہنچ گئی تھیں۔اس غلط گمان کی تصحیح کرتے ہوئے قرآنِ مجید نے چودہ سو سال قبل بتایا تھا کہ کواکب کی طرح مَصَٰبِيحَ **comets** بھی آسمان دنیا کی شئے ہیں، زمین کی نہیں۔

إِنَّا زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنْيَا بِزِينَةٍ ٱلْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾

’’ہم نے آسمان دنیا کو کواکب (سیاروں) سے سنوارا ہے‘‘ (الصافات۔٦)

زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنْيَا بِمَصَٰبِيحَ

’’ہم نے آسمان دنیا کو مصابیح (Comets) سے مزین کیا ہے‘‘

لیکن قرآنِ مجید کا انکار کرنے والوں نے اس کے نزول کے ایک ہزار سال بعد سولھویں صدی میں پہلی مرتبہ یہ تسلیم کیا کہ مصابیح **Comets** کا تعلق زمین سے نہیں بلکہ یہ اجسام فلکی **heavenly, celestial bodies** ہیں۔

انسائکلوپیڈیا اینکارٹا سے شکریہ کے ساتھ ایک اقتباس:

Appearances of large comets were regarded as atmospheric phenomena **until 1577**, when **Danish astronomer Tycho Brahe proved that they were celestial bodies**. In the 17th century British scientist **Isaac Newton demonstrated that the movements of comets are subject to the same laws that control the planets in their orbits.**

یونانی لفظ کامٹ(**Comet**) کی نسبت عربی زبان کے مادہ ''ص ب ح'' (صبح) سے بننے والا لفظ مصابیح کہیں زیادہ فصاحت و بلاغت کا حامل ہے۔ان دونوں زبانوں کے لفظوں کے لغوی معنی بالترتیب ''بالوں والا'' اور ''چمکدار بالوں والا'' ہیں۔ ''چمکدار'' اسے کہتے ہیں جو روشنی کو منعکس(**Reflect**) کرتا ہے۔اور عربی زبان کی لغت میں لفظ ''مُصْبِح'' کے معنی یہ لکھے ملتے ہیں'' وہ جو صبح کے وقت میں داخل ہو''۔ صبح سورج کے طلوع ہونے کا نام ہے۔ آسمان میں ''مصابیح'' کب اور کیوں دکھائی دیتے ہیں؟ یہ اس وقت دکھائی دیتے ہیں جب یہ سورج کے قریب پہنچتے ہیں۔ایک امریکی ماہر اجرام فلکی(**Fred L. Whipple**) کے مطابق یہ برف اور گرد کے گولے(**"dirty snowball"**) ہیں۔جب یہ سورج کے قریب پہنچتا ہے تو برف پگھلنے سے تیز چمک اور ایک طویل دم جو بعض اوقات لاکھوں میل لمبی ہوتی ہے زمین پر اس لئے دکھائی دیتی ہے کیونکہ وہ روشنی کو منعکس کرتی ہے۔ ہم بیسویں صدی کے آخر تک تخیل کی دنیا ہی سے نہ نکل سکے اور دنیا صدیوں سے کیا دیکھ رہی تھی اس کیلئے انسائکلوپیڈیا اینکارٹا سے شکریہ کے ساتھ ایک اقتباس

Comet: relatively small, icy celestial body revolving around the Sun. As a comet approaches the Sun, ice begins to boil, releasing dust and gas from the rocky nucleus. The dust and gas create tails millions of times larger than the nucleus. The tails of some comets are large enough and reflect enough light to be visible from Earth. By comparing the orbital elements of a number of earlier comets, British astronomer Edmond Halley showed the comet of 1682 to be identical with the two that had appeared in 1607 and 1531, and he successfully predicted the comet's next return, which occurred in 1758. The earlier appearances of what came to be known as Halley's Comet have now been identified from records dating from as early as 240 bc, and it is probable that the bright comet observed in 466 BC was also an apparition of this famous comet. Halley's Comet most recently passed around the Sun again early in 1986.

اور ہمارا تخیلاتی باتوں کو اپنانا باعث تعجب ہے کہ ہم جانتے بھی ہیں کہ قرآنِ مجید بیان حقیقت ہے جس میں بتائی گئی باتیں حرف آخر ہیں۔

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْۖ

’’پھر جو ایمان والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ ان کے رب کی جانب سے بیانِ حقیقت ہے‘‘ (حوالہ البقرۃ۔۲۶)

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِۚ

’’اور اللہ کی باتوں کو کوئی بھی بدل نہیں سکتا‘‘ (حوالہ الانعام۔۳۴)

اول و آخر حقیقت وہی ہے جو ہمارے آقا، آقائے نامدار رسول کریم ﷺ نے سنائی ہے

وَٱتْلُ مَآ أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ

’’اور (اے رسول کریم ﷺ!) تیرے رب کی کتاب میں جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے اسے سنا دیں۔

اس کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں‘‘ (حوالہ الکہف۔۲۷)

اس سے قطع نظر کہ ماضی میں اپنے تخیل یا رائے سے روایت اور جدیدیت پسند لکھاریوں نے کیا کہا قرآنِ مجید کی بات وہ ہے جو اس کے الفاظ اور جملے بیان کرتے ہیں۔ کائنات کی ہر شئے کا ایک متعین اسم ہے۔ ہم کوکب کو ستارہ اور نجم کو سیارہ نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح مصابیح ہمارے نظام شمسی یعنی آسمان دنیا کی حقیقت ہیں انہیں آسمانوں کے ستارے نہیں کہہ سکتے۔ تفسیر القرطبی اور ابن کثیر نے کہا تھا ’’وهي الكواكب المنيرة المشرقة‘‘ اور تفسیر الجلالین نے مَصَٰبِيحَ کو النجوم یعنی ستارے سمجھا۔ مَصَٰبِيحَ کو کواکب کیوں سمجھا؟ آسمان دنیا کے متعلق یہ بھی بتایا ’ہم نے آسمان دنیا کو کواکب (سیاروں) سے سنوارا ہے‘‘۔ قرآنِ مجید نے آسمان دنیا کے متعلق الکواکب اور مصابیح کا ذکر کیا ہے اور النجوم کا آسمان دنیا کے حوالے سے نہیں بلکہ الگ سے ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے عربی زبان کے ان تین مختلف الفاظ کو ایک ہی معنی ’’ستارے، روشن، جگمگاتے چراغ‘‘ سے بیان کرنا حقیقت کے منافی ہے اور حقیقت کے منافی بات کو دانستہ سینے سے لگائے رکھنا اس مادہ مکڑی کے مثل ہوگا جو جانتے ہوئے کہ اُس کاغذ میں اس کے انڈوں کی تھیلی نہیں اسے سینے سے چمٹا لیتی ہے۔